سرکاری رپورٹ

دسواں بجٹ اجلاس

بلوچستان صوبائی اسمبلی کی کاروائی

اجلاس منعقدہ ۱۸ جون ۱۹۹۸ء بمطابق ۲۲ صفر المظفر ۱۴۱۹ ہجری بروز جمعرات

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
۱۔	آغاز تلاوت قرآن پاک و ترجمہ	۵
۲۔	چئیر مینوں کے پینل کا اعلان	۶
۳۔	وزیر خزانہ کی تحریری تقریر جو انہوں نے ایوان میں پڑھی	۷
۴۔	سالانہ بجٹ ۹۹۔۱۹۹۸ء اور ضمنی بجٹ ۹۸۔۱۹۹۷ء	۸

بلوچستان صوبائی اسمبلی

بلوچستان صوبائی اسمبلی کا دسواں بجٹ اجلاس مورخہ ۱۸ جون ۱۹۹۸ء مطابق ۲۲ صفر المظفر (بروز جمعرات) بوقت چار بجے (سہ پہر)

زیر صدارت

میر عبدالجبار خان اسپیکر صوبائی اسمبلی ہال کوئٹہ میں منعقد ہوا

جناب اسپیکر : السلام علیکم

تلاوت قرآن پاک مع ترجمہ

از

عربی مولانا عبدالمتین اخوندزادہ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَوَلَمْ یَسِیْرُوْا فِی الْاَرْضِ فَیَنْظُرُوْا کَیْفَ کَانَ عَاقِبَةُ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَکَانُوْٓا اَشَدَّ مِنْهُمْ قُوَّةً وَمَا کَانَ اللّٰہُ لِیُعْجِزَهٗ مِنْ شَیْءٍ فِی السَّمٰوٰتِ وَلَا فِی الْاَرْضِ اِنَّهٗ کَانَ عَلِیْمًا قَدِیْرًا ○　　صدق اللّٰہ العظیم

ترجمہ : کیا یہ لوگ ملک میں چلے پھرے نہیں اور نہیں دیکھا کہ جو لوگ ان سے پہلے ہو گزرے ہیں ان کا کیا (خراب) انجام ہوا حالانکہ بل بولتے میں (وہ لوگ) ان سے بڑھ کر تھے اور اللہ (کچھ گیا گزرا) نہیں ہے کہ آسمان و زمین میں اس کو کوئی چیز بھی عاجز کرسکے بے شک وہ سب کے حال سے واقف اور بڑی قدرت والا ہے۔

وما علینا الا البلاغ

جناب اسپیکر : سیکرٹری اسمبلی موجودہ اجلاس کے لئے چیئرمینوں کے پینل کا اعلان کریں

اختر حسین خان (سیکرٹری اسمبلی) : بلوچستان صوبائی اسمبلی کے قواعد وانضباط کار مجریہ 1974ء کے قاعدہ نمبر 13 کے تحت جناب اسپیکر نے اسمبلی کے موجودہ اجلاس کے لئے مندرجہ ذیل اراکین کو علی الترتیب چیئرمین مقرر کیا ہے

جناب عبدالرحیم مندوخیل (میر محمد اسلم گچکی) : میر جان محمد خان جمالی اور سید ظہور حسین خان کھوسہ

جناب اسپیکر : اگر رخصت کی کوئی درخواست ہو تو سکریٹری صاحب پڑھیں

(رخصت کی کوئی درخواست نہیں تھی)

جناب اسپیکر : وزیر خزانہ مالی سال کا بجٹ بابت سال انیس سو اٹھانوے انیس سو ننانوے اور ضمنی بجٹ بابت سال انیس سو ستانوے انیس سو اٹھانوے ایوان میں پیش کریں۔

سید احسان شاہ (وزیر خزانہ) : نے بجٹ تقریر شروع کی اس دوران مداخلت......

میر عبدالکریم نوشیروانی : جناب اسپیکر وہ بجٹ پیش نہیں کر سکتے۔ اس کے ساتھ حزب اختلاف کے متعدد اراکین نے کھڑے ہو کر ایک ساتھ اعتراضات اور پوائنٹ آف آرڈر اٹھانا شروع کر دیئے

ایوان میں شور اور اسی دوران وزیر خزانہ متواتر تقریر پڑھتے رہے

جناب اسپیکر : آپ تشریف رکھیں یہ بجٹ تقریر۔ یہ کوئی پارلیمانی روایت نہیں ہے میں نے ان کو بجٹ پیش کرنے کی اجازت دی ہے آپ سب حضرات تشریف رکھیں (ایوان میں متواتر شور) اس دوران حزب اختلاف کے اراکین ایوان سے واک آؤٹ کر گئے جبکہ حزب اقتدار والوں نے ڈیسک بجائے)

مسٹر عبدالرحیم خان مندوخیل: (وزیر خزانہ متواتر تقریر پڑھتے رہے) جناب اسپیکر پوائنٹ آف آرڈر (وزیر خزانہ تقریر پڑھتے رہے) جناب والا ان کو بجٹ پیش نہیں کرنا چاہئے کیونکہ ان کے خلاف تحریک عدم اعتماد آئی ہے (وزیر خزانہ تقریر پڑھتے رہے)

Mr. Speaker : This is no point of order

مسٹر عبدالرحیم خان مندوخیل: جناب ان کے خلاف Vote of no confi-dence move ہو چکا ہے اس کے بعد جب تک confidence ایوان سے حاصل نہ کر لیں (وزیر خزانہ تقریر پڑھتے رہے)

اس دوران عبدالرحیم خان مندوخیل صاحب اور سردار غلام مصطفیٰ ترین صاحب ایوان سے واک آؤٹ کر گئے (حزب اقتدار والوں نے ڈیسک بجائے) وزیر خزانہ صاحب کی تقریر کا متن ملاحظہ ہو

سید احسان شاہ (وزیر خزانہ): بسم اللہ الرحمان الرحیم! جناب اسپیکر میں اللہ تعالیٰ کا شکر گزار ہوں کہ آج اس معزز ایوان میں آئندہ مالی سال ۹۹-۱۹۹۸ء کا بجٹ پیش کر رہا ہوں۔ سنگین مسائل و مشکلات، وسائل کی کمی، قدرتی آفات اور ملک میں جاری رہنے والے شدید اقتصادی دباؤ کے اثرات نے صوبائی بجٹ کی تشکیل کے کام کو انتہائی مشکل بنا دیا ہے۔ اس لئے میں ابتداء ہی میں اس معزز ایوان کو احساس دلا دینا چاہتا ہوں کہ یہ بجٹ شدید مالی دشواریوں کے ماحول میں تیار کیا گیا ہے تاہم اس کے ذریعہ یہ کوشش کی جا رہی ہے کہ جہاں تک ممکن ہو دستیاب وسائل کے بہترین استعمال اور اسراف سے گریز، سادگی اور کفایت شعاری پر عمل اور تمام اہداف کے حصول کی دیانتدارانہ کوشش کے ذریعہ پاکستان کے اس سب سے بڑے اور پسماندہ صوبے کے عوام کو بہتر سے بہتر سماجی سہولتیں اور خدمات بہم پہنچائی جائیں، ان کے مسائل حل کئے جائیں اور ترقیاتی عمل کو بھی تعطل کی کیفیت سے نکال کر آگے بڑھایا جائے تاکہ بنیادی اہمیت اور عوامی افادیت کے حامل ترقیاتی منصوبے مکمل ہو سکیں اور صوبے کے عوام کو ان کی امیدوں کے مطابق ایک بہتر زندگی کی سہولتیں اور فوائد مل سکیں۔ یہ ایک بڑا چیلنج ہے جس

سے عہدہ برا ہونے کی پوری پوری کوشش کی گئی ہے۔

جناب اسپیکر اس معزز ایوان کے لائق احترام اراکین اور صوبے کے باشعور عوام اس حقیقت سے بے خبر نہیں ہیں کہ صوبے کو کافی عرصے سے مالیاتی دشواریوں اور وسائل کی کمی کا سامنا ہے۔ ہمیں قومی مالیاتی کمیشن کے ایوارڈ اور آئین کے تقاضوں کے مطابق قدرتی گیس کی آمدنی سے بھی منصفانہ حصہ نہیں ملا جبکہ کٹوتی اور تخفیف کے مسلسل عمل نے ہماری مالیاتی دشواریوں میں مزید اضافہ کر کے ایسے حالات پیدا کر دیئے کہ بلوچستان میں ترقیاتی عمل کو ضرورت کے مطابق جاری رکھنا تو درکنار روزمرہ کے امور کو چلانا بھی دشوار ہو گیا۔ یہ صورتحال اب تک جاری ہے۔ ہماری کوشش ہے کہ جو دشواریاں اس وقت حائل ہیں ان کے لئے ایسی تدابیر اختیار کی جائیں کہ اگلے سال کے اہداف پورا ہو سکیں۔

جناب اسپیکر اس سے پہلے کہ ۹۹-۱۹۹۸ء کی بجٹ تجاویز کی تفصیل پیش کی جائے میں رواں مالی سال کی مالیاتی پوزیشن پر اظہار خیال کرنا چاہوں گا۔

مالیاتی پوزیشن ۹۸-۱۹۹۷ء

سال ۹۸-۱۹۹۷ء کے بجٹ تخمینے کے مطابق بلوچستان کی کل آمدنی ۵ ارب ۶۵ کروڑ روپے تھی جو کہ نظر ثانی شدہ تخمینے کے مطابق ۴ ارب ۹۰ کروڑ روپے ہے اس طرح تقریباً ۵۵ کروڑ روپے کی رقم کی کمی آئی ہے۔ ہمارے اپنے صوبائی وسائل ۱ ارب ۴ کروڑ سے کم ہو کر ۹۰ کروڑ ۳۷ لاکھ ہو گئے اس کمی کی بڑی وجہ ۳۰ کروڑ روپے ملیں گے لیکن ۱ کروڑ ۵۸ لاکھ روپے ملے۔ اس کی بڑی وجہ یہ ہے کہ سیپ کے منصوبوں پر عملدرآمد میں کافی کمی آئی اس کے علاوہ زرعی ٹیکس وصولی کا تخمینہ ۱۰ کروڑ ۹۹ لاکھ روپے لگایا گیا تھا لیکن اس سے بمشکل 3 لاکھ روپے ملے محکمہ زراعت کی مد میں وصولی 17 کروڑ 99 لاکھ روپے رکھی گئی لیکن ۸ کروڑ ۲۱ لاکھ ملیں گے۔ محکمہ کے زرعی فارمز کی آمد کا غذوں کی حد تک تو زیادہ دکھائی گئی۔ لیکن اصل آمد نہ ہونے کے برابر ہے۔ اسی طرح بلڈوزروں کو چلانے میں بھی کافی کمی آئی۔ لائیو سٹاک اور پولٹری فارم سے ۳ کروڑ ۸۶ لاکھ کی آمد متوقع تھی لیکن اب ۲ کروڑ ۹۵ لاکھ ملنے کی توقع ہے۔ ان وجوہات کی بناء پر

صوبائی محاصل میں ۵۳ کروڑ ۹۱ لاکھ روپے کی کمی آئی۔

مالی سال ۹۸۔۱۹۹۷ء کے اخراجات کا تخمینہ ۱۳ ارب ۹۹ کروڑ تھا جبکہ نظر ثانی شدہ تخمینے کے تحت یہ ۱۳ ارب ۳۶ کروڑ ہو گیا۔ پنشن کی رقم ۶۷ کروڑ کی بجائے ۹۱ کروڑ ہو گئی جبکہ قرضوں کی واپسی کی رقم ۲ ارب ۵۴ کروڑ سے بڑھ کر ۳ ارب ۱۲ کروڑ ۹۹ لاکھ ہو گئی ہے۔ اسٹیٹ بینک آف پاکستان سے ۲ ارب ۲۰ کروڑ روپے کا اوورڈرافٹ تھا اور اس پر صوبائی حکومت کو سود کی ادائیگی کی مد میں اضافی رقم ادا کرنی پڑی۔ اس کے علاوہ ڈالر روپے کے شرح تبادلہ سے بھی رقم بڑھ گئی اور اس طرح مرکزی حکومت سے ملنے والے وسائل کی رقم میں کمی آئی۔

جہاں تک صوبائی محکموں کے اخراجات کا تعلق ہے تو بجٹ کے تخمینے کے مطابق محکموں کے اخراجات ۱۰ ارب ۱۰ کروڑ تھے لیکن حکومت بلوچستان نے کوشش کی کہ اخراجات کنٹرول کئے جائیں اس طرح یہ رقم ۹ ارب ۳ کروڑ ہو گئی۔ محکموں کے اخراجات میں ۱ ارب ۷ کروڑ روپے کی کمی کی گئی۔ یہ ہماری حکومت کا ایک نمایاں مثبت پہلو ہے کہ ہم نے موجودہ مالی سال کے اخراجات میں واضح کمی کی۔ وزیر اعظم پاکستان نے جب اپریل میں بلوچستان کا دورہ کیا تھا تو انہوں نے بھی بلوچستان کے مالی انتظام کو بہتر بنانے پر صوبائی حکومت کی تعریف کی تھی۔

سال ۹۸۔۱۹۹۷ء قومی مالیاتی ایوارڈ کا پہلا سال ہے۔ لیکن بدقسمتی سے نہ تو پہلے سال اور نہ ہی اگلے سال وسائل کی دستیابی اور ان کی صوبوں میں تقسیم قومی مالیاتی ایوارڈ کے مطابق ہوئی ۹۸۔۱۹۹۷ء میں قومی مالیاتی ایوارڈ کے مطابق نظر ثانی شدہ تخمینے کے مطابق بلوچستان کو ۱۵ ارب ۵۶ کروڑ ملنے کا تخمینہ لگایا گیا اس طرح پہلے سال ۲ ارب ۲۴ کروڑ روپے کم ملے اگلے مالی سال یعنی ۹۹۔۱۹۹۸ء میں فنانس کمیشن کے مطابق بلوچستان کو ۱۹ ارب ۳۹ کروڑ روپے ملنے چاہئیں۔ لیکن حقیقت میں مالیاتی ایوارڈ کے تخمینے سے ۲ ارب ۴۰ کروڑ روپے کی رقم کم ملے گی۔ اگر پہلے ہی دو سال میں مالیاتی وسائل کی دستیابی مالیاتی کمیشن کے ایوارڈ کے تحت نہیں تو ہم اس سے یہی سمجھتے ہیں کہ قومی مالیاتی ایوارڈ جو کہ آئینی ادارہ ہے۔ وہ بے معنی ہو کر رہ گیا ہے کیونکہ قومی مالیاتی کمیشن کی سفارشات قابل عمل نہیں۔ یہی حال ۱۹۹۱ء کے ایوارڈ کا تھا۔ اس لئے

بلوچستان کے لئے ۱۹۹۱ء اور ۱۹۹۷ء کے قومی مالیاتی ایوارڈ سود مند تو کجا نقصاندہ ثابت ہوئے۔ ۱۹۹۱ء کے ایوارڈ کے تحت ہی دکھایا گیا تھا کہ بلوچستان کو ہر سال تقریباً ڈھائی ارب ریونیو سرپلس ملے گا لیکن حقیقت میں ایسا نہیں ہوا کیونکہ باقی چار سال ریونیو خسارہ رہا۔ چونکہ ۹۱ کے ایوارڈ میں بلوچستان کو اڑھائی ارب ریونیو سرپلس دکھایا گیا تھا اس پر حکومت پاکستان نے فیصلہ کیا تھا کہ بلوچستان اپنے ترقیاتی پروگرام کو خود فنانس کرے اس کے علاوہ بلوچستان کا خصوصی ترقیاتی پروگرام جو کہ پہلے مرکزی حکومت فنانس کرتی تھی وہ رقم بھی بند کر دی گئی۔ کیونکہ صوبے کی مالی پوزیشن کاغذوں کی حد تک بہتر تھی لیکن عملی صورت بہت مختلف رہی، یہی صورت سال ۱۹۹۷ء کے ایوارڈ میں ہے۔ بلوچستان بجٹ کی کتابوں کے لحاظ سے تو ریونیو سرپلس رہا ہے۔ لیکن عملی طور پر ایسا نہیں اس صورتحال نے بلوچستان کے ترقیاتی پروگرام کو اتنا متاثر کیا کہ ترقیاتی عمل تقریباً رک کر رہ گیا اس کے علاوہ ایک اور بات جو میں بتانا چاہوں گا کہ بجٹ میں جو ترقیاتی پروگرام دکھایا جاتا ہے وہ ۷ سال پہلے والے پروگرام کی رقم کا نصف ہے اور مالی حالات ایسے ہیں کہ اس نصف پروگرام پر عملدرآمد کرنے کے لئے بھی مالی وسائل دستیاب نہیں ہو پائے۔ خصوصی ترقیاتی پروگرام جو کہ چند سال پہلے اس لئے شروع کیا گیا تھا کہ بلوچستان ترقی کے عمل میں بہت پیچھے ہے اس کو بھی مالی حالات کی وجہ سے ختم کرنے کے بعد تقریباً تمام شروع کئے گئے بڑے منصوبے معطل ہو گئے ہیں۔

اگر اس صورتحال کے لئے مرکزی حکومت نے مدد نہیں کی تو بلوچستان میں منفی ترقی کے اثرات نمایاں ہونے شروع ہو جائیں گے۔

۹۹-۱۹۹۴ء کے مالی سال میں بلوچستان کی کل آمدنی ۱۵ ارب ۷ کروڑ ۵۲ لاکھ روپے ہے جس میں سے ۴۷ کروڑ ۴۸ لاکھ روپے صوبائی آمدنی، ۶ ارب ۱۸ کروڑ ایکسائز ڈیوٹی رائلٹی اور گیس ڈویلپمنٹ سرچارج اور ۶ ارب ۷ ۲ کروڑ ملک کے ٹیکسوں سے حاصل ہونے والی رقم کا حصہ ہے، اس کے علاوہ ۲ ارب ۵۲ کروڑ ۹۰ لاکھ قومی مالیاتی کمیشن ایوارڈ کے تحت ملنے والی Subvention کے ہیں۔ اس طرح یہ رقم ۷ اب ۱۷ کروڑ روپے بنتی ہے لیکن اس میں

سے ۵۵ کروڑ ۱۳ لاکھ روپے کی رقم کٹ جائیگی جو کہ Capital Receipt کی وجہ سے ہے اس کے علاوہ ۲ ارب روپے کی رقم جو کہ اسٹیٹ بینک کا قرضہ ہے وہ منہا کرنا پڑے گا اس طرح ہمارے محاصل ۱۵ ارب ۷ ا کروڑ ۵۲ لاکھ روپے رہ جاتے ہیں۔

اب جہاں تک اخراجات کا تعلق ہے تو ۶۰ کروڑ روپے گندم کی سبسڈی کے لئے رکھے گئے ہیں۔ ایک ارب ۴۰ کروڑ روپے وزارت خوراک کے بقایاجات ہیں ۶۰ کروڑ ۵۴ لاکھ کی رقم پینشن کے لئے ہے ۳ ارب ۳۸ کروڑ ۶۲ لاکھ روپے قرضوں کی واپسی کے لئے ہیں۔ جاری بجٹ کی آمد اور خرچ کا فرق ۲ کروڑ ۷ لاکھ ۶۱ ہزار روپے خسارے کی صورت میں ہے۔

اس کے علاوہ ۲ ارب روپے کی رقم PSDP صوبائی ترقیاتی پروگرام کے لئے ہے جس میں سے ایک ارب ایک کروڑ روپے کی رقم مرکزی حکومت قرض کی صورت میں فراہم کرے گی اور ۹۸ کروڑ ۹۳ لاکھ کی رقم صوبائی حکومت فراہم کرے گی۔ جہاں تک صوبائی محکموں کے جاری اخراجات کا تعلق ہے اس کے لئے کل تخمینہ ۵۰ فیصد کٹوتی کے بعد ۹ ارب ۲۰ کروڑ کا لگایا گیا ہے۔ میں چند بڑے محکموں کے اخراجات کے لئے فراہم کی گئی رقومات بتانا چاہوں گا۔

تعلیم کے لئے ۳ ارب ۸ ۴ کروڑ صحت کے لئے ۹۸ کروڑ ۶۴ لاکھ، پولیس کے لئے ایک ارب ۲۲ کروڑ روپے سول ورکس کے لئے ۹۶ کروڑ، جنرل ایڈمنسٹریشن کے لئے ۷ ۵ کروڑ روپے، زراعت کے لئے ۴۵ کروڑ، آبپاشی کے لئے ۳۵ کروڑ ۵۴ لاکھ روپے، دیہی ترقی کے لئے ۹ کروڑ روپے، پبلک ہیلتھ انجینئرنگ کے ے ۳۰ کروڑ روپے، افزائش حیوانات کے لئے ۷ ۲ کروڑ روپے، جنگلات کے لئے ۷ کروڑ روپے کی رقومات رکھی گئی ہیں۔

اگر ہم ۹ ارب ۲۰ کروڑ روپے کی رقم کا اندازہ اخراجات کی نوعیت کے حساب سے لگائیں تو وہ کچھ اس طرح ہے کہ ملازمین کی تنخواہ اور الاؤنسز کے لئے ۸ ارب ۴ کروڑ روپے ہیں۔ باقی مدات میں ۵۰ فیصد کمی کی گئی اس طرح بجٹ میں ۵۰ فیصد کٹوتی کے بغیر مشینری اور آلات کی خریداری کے لئے ۹ کروڑ ۵۰ لاکھ، سکولوں کے فرنیچر کی خریداری کے لئے تین کروڑ ۲۶ لاکھ، ادویات کی خریداری کے لیے ۲۶ کروڑ ۶۰ لاکھ، سرکاری گاڑیوں کی مرمت کے لئے

۵۶ کروڑ ۸۰ لاکھ، سڑکوں کی مرمت کے لئے ۱۴ کروڑ، عمارات کی مرمت کے لئے ۲۲ کروڑ، اریگیشن کی اسکیموں کے لئے ۶ کروڑ، واٹر سپلائی اسکیموں بمع واسا کے لئے ۲۴ کروڑ، سرکاری ملازمین کے۔ ٹی۔ اے کے لئے ۱۲ کروڑ روپے، پٹرول کے لئے ۱۹ کروڑ، بجلی کے لئے ۱۱ کروڑ روپے، گیس وغیرہ کے لئے ۶ کروڑ، ٹیلی فون کے لئے ۱۱ کروڑ، اسٹیشنری اور پرنٹنگ کے لئے ۳ کروڑ روپے، وظائف کے لئے ۷ کروڑ رکھے گئے ہیں۔ بعض مدات میں تو کٹوتی ضروری ہے خواہ مالی دشواریاں نہ بھی ہوں۔

اگلے مالی سال میں بلوچستان کے بجٹ کے خسارے کی رقم ایک ارب ۱۰ کروڑ روپے بنتی ہے اس خسارے کو پورا کرنے کے لئے ایسے اقدامات کئے جائیں گے کہ خسارے کی رقم پوری ہو سکے۔

حکومت بلوچستان میں تقریباً ایک لاکھ اٹھائیس ہزار ملازمین ہیں۔ ان ملازمین کی تنخواہوں اور الاؤنسز پر ۸ ارب ۴ کروڑ ۵۰ لاکھ روپے خرچ ہوں گے۔ جس میں سے تنخواہوں کی رقم ۴ ارب ۶۶ کروڑ روپے اور ۳ ارب ۳۸ کروڑ الاؤنسز کی شکل میں ہونگے۔

یہ فیصلہ کیا گیا ہے کہ تنخواہوں اور الاؤنسوں کی کل رقم میں دس فیصد رقم کی کٹوتی کی جائے اور محکموں کو رقوم کی فراہمی ۱۰ فیصد کٹوتی کے بعد کی جائے۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ ملازمین کی تنخواہیں یا الاؤنسز کم ہو جائیں گے البتہ مالی انتظام کو بہتر بنایا جائیگا۔ اس ۸۰ کروڑ ۴۸ لاکھ کی بچت سے بجٹ خسارہ جو کہ ایک ارب دس کروڑ روپے کا ہے اسے کم کرنے میں مدد ملے گی۔

اس کے علاوہ ۲ ارب روپے اسٹیٹ بینک کا اوور ڈرافٹ ہے۔ کوشش کی جائے گی کہ اسٹیٹ بینک کے ساتھ مذاکرات کر کے اس کی ادائیگی اقساط میں کی جائے اس کے علاوہ مرکزی حکومت کے ایک ارب ۴۰ کروڑ روپے کی رقم کے لئے جو کہ وزارت خوراک کی ادائیگی کے لئے مختص ہے مذاکرات کئے جائیں گے کہ یکمشت رقم کی ادائیگی کو اقساط میں بدلا جا سکے۔ انشاء اللہ ان اقدامات سے بجٹ کے خسارے پر قابو پایا جا سکے گا بلکہ اگر مزید رقم کی بچت ہوئی تو اسے ترقیاتی

منصوبوں پر خرچ کیا جائے گا۔

حکومت بلوچستان کی ذمہ واجب الادا قرضوں کی رقم تقریباً ۳۰ ارب روپے بنتی ہے یہ وہ رقم ہے جو کہ مرکزی حکومت اس صوبے کو ترقیاتی پروگرام کے لئے فراہم کرتی رہی ہے۔ ان قرضوں میں ان منصوبوں کی رقم بھی شامل ہے جو کہ غیر ملکی امداد سے چلتے ہیں۔ اسوقت ان منصوبوں کی تعداد ۳۵ ہے۔ رواں مالی سال کے تخمینوں کے مطابق یہ رقم ۲ ارب ۵۴ کروڑ روپے تھی لیکن نظر ثانی شدہ تخمینوں کے مطابق یہ رقم ۳ ارب ۱۳ کروڑ روپے ہو گئی اگلے مالی سال میں یہ رقم ۳ ارب ۳۶ کروڑ روپے ہو گی۔

بلوچستان میں جاری بجٹ میں سب سے بڑا خرچہ قرضوں کی واپسی کا ہے۔

گندم کی سبسیڈی کے لئے اس سال ۵۸ کروڑ ۶۶ لاکھ روپے کی رقم رکھی گئی ہے۔ لیکن اگلے مالی سال میں یہ رقم ۶۰ کروڑ روپے ہو گی۔ اگلے مالی سال کے دوران حکومت بلوچستان چار لاکھ پچیس ہزار ٹن گندم خریدے گی۔ جس میں سے دو لاکھ ٹن درآمدی گندم ہو گی۔ ایک لاکھ پچھتر ہزار ٹن پاسکو پنجاب سے اور تقریباً پچاس ہزار ٹن کی خریداری نصیر آباد ڈویژن سے کی جائے گی۔ درآمدی گندم چھ ہزار پانچ سو روپے فی ٹن، پنجاب اور نصیر آباد ڈویژن سے تقریباً چھ ہزار فی ٹن پر خریداری کی جائے گی۔ اس خریداری کی کل لاگت تقریباً ۳ ارب روپے ہو گی۔ اس گندم کی بذریعہ ٹرین اور سڑک باربرداری اور دوسرے اخراجات کا تخمینہ تقریباً ۹۵ کروڑ روپے ہو گا۔ اس طرح گندم کی خریداری اور گندم کو بلوچستان میں لانے اور تقسیم کرنے کا کل خرچ اگلے سال میں تقریباً ۴ ارب روپے ہو گا۔ یہ خریدی ہوئی گندم ۶ ہزار ۵ سو روپے فی ٹن فروخت کی جائے گی۔ جس سے حکومت بلوچستان کو ۳ ارب ۴۴ کروڑ روپے ملیں گے۔ چونکہ قیمت خرید اور باربرداری کے اخراجات قیمت فروخت سے زیادہ ہیں لہذا حکومت بلوچستان کو ۶۰ کروڑ کی رقم اپنے بجٹ سے بطور سبسیڈی فراہم کرنی پڑے گی۔ دوران سال ہم کوشش کریں گے کہ کسی طرح گندم کی خرید و فروخت اور اس میں ہونے والے گھناؤنے کاروبار سے نجات حاصل کر سکیں اور گندم کی خرید و فروخت کی اجازت عام ہو اور سرکار چاہے مرکزی ہو یا صوبائی اس کاروبار سے

دور رہے کہنے کو تو ہم سبسڈی دیتے ہیں لیکن حقیقت میں یہ وہ رقم ہے جو عوام کو فائدہ پہنچانے کے بجائے بے ضابطگیوں کا شکار ہو جاتی ہے ہماری حکومت نے پچھلے سالوں کی بے ضابطگیوں کا جائزہ لے کر ایسے اقدامات کئے ہیں جن سے پرانی وصولیاں کی گئی ہیں اس کے نتیجے میں ۴۰ کروڑ روپے کی رقم وصول کر کے حکومت بلوچستان کے خزانے میں جمع کروائی گئی۔

بلوچستان کے قریباً چھبیس ہزار ریٹائرڈ سرکاری ملازمین یا وفات پانے والے سرکاری ملازمین کے بچوں کو پنشن دی جاتی ہے۔ اگلے مالی سال میں تقریباً ۶۰ کروڑ ۵۴ لاکھ روپے پنشن کی ادائیگی کے لئے رکھے گئے ہیں۔

ملازمتوں کے مواقع

اگلے مالی سال میں تعلیم اور صحت کے شعبہ کے لئے ایک ہزار ۹ سو ۸۰ نئی آسامیاں رکھی گئی ہیں جس میں سے تعلیم کے لئے ۸۲۱ اور صحت کے لئے ۱۶۰ آسامیاں ہیں۔ گو دوسرے محکموں میں بھی نئی آسامیوں کے لئے شدید دباؤ تھا اور کسی حد تک بعض منصوبوں کے لئے یہ ضروری بھی تھا۔ لیکن ہمارے مالی وسائل اس بات کی اجازت نہیں دیتے کہ ہم تعلیم اور صحت کے شعبوں کے علاوہ آسامیوں کی گنجائش رکھ سکتے۔ اس لئے مجبوری کے تحت دوسرے محکموں کی تجاویز کو بجٹ میں شامل نہیں کیا جاسکا۔ یہ بات ہمارے علم میں ہے کہ بلوچستان کے ہزاروں نوجوان تعلیم ہونے باوجود بیروزگار ہیں۔ ان بیروزگار نوجوانوں کو روزگار دلانے کے لئے ہم نے فیصلہ کیا ہے کہ مرکزی اداروں میں ملازمتوں کے حصول کو آسان بنایا جاسکے۔

بتایئے ۱۹۸۱ء کی مردم شماری کے مطابق بلوچستان کی آبادی 5.2 فیصد تھی لیکن عجیب بات ہے کہ ابھی تک بلوچستان کو مرکزی اداروں میں ۱۹۷۱ء کی مردم شماری پر حصہ دیا جارہا ہے جو 3.5 فیصد ہے بد قسمتی سے اس کوٹہ پر بھی عملدرآمد نہیں ہو رہا اور مرکزی وزارتوں میں ۳.۵ فیصد کے حساب سے بھی ۳ سے ۱۶ گریڈ تک تقریباً ڈھائی ہزار اور ۱۷ سے ۲۲ گریڈ تک ۱۰۰ آسامیاں بلوچستان کو نہیں ملی ہیں۔ مرکزی ترقیاتی لواروں مثلاً واپڈا، ٹیلی فون کارپوریشن، نیشنل ہائی وے اتھارٹی، پی آئی اے، گیس کے ادارے وغیرہ میں تو بلوچستان کے ملازمین بہت ہی

کم ہیں۔ اس لئے ہم نے فیصلہ کیا ہے کہ حکومت بلوچستان میں ایک سیل بنایا جائے جو کہ مرکزی ملازمتوں کے سلسلے میں مرکزی حکومت سے رابطہ رکھے گا اور یہاں کے نوجوانوں کو ملازمتیں دلانے میں امداد کرے گا۔ ہماری وزیر اعظم سے بھی درخواست ہے کہ وہ بلوچستان کا کوٹہ موجودہ آبادی کے تناسب سے بڑھائیں۔

آئین کے آرٹیکل ۳۷ کے تحت حکومت پاکستان پر لازم ہے کہ کم ترقی یافتہ علاقوں کو ترقی یافتہ علاقوں کے برابر لایا جائے۔ پاکستان کے دوسرے صوبوں میں بھی کئی علاقے ترقی کے میدان میں بہت پیچھے ہیں۔ لیکن یہ ایک مانی ہوئی حقیقت ہے کہ پورا بلوچستان باقی ملک سے بہت پیچھے ہے۔ یہاں کی فی کس آمدنی ملکی سطح کی فی کس آمدنی کی دو تہائی ہے۔ خواندگی کی شرح پاکستان کی خواندگی کی شرح سے نصف ہے۔ پرائیویٹ سیکٹر کی سرمایاکاری نہ ہونے کے برابر ہے۔ پانی، بجلی اور سڑکیں نہ ہونے کی وجہ سے یہ علاقہ پرائیویٹ سیکٹر کی سرمایہ کاری کے لئے قابلِ قبول نہیں ہے۔ بلوچستان رقبہ کے لحاظ سے پاکستان کا نصف یعنی تقریباً %۴۳ فیصد ہے۔ لیکن آبادی 5.11 فیصد ہے۔

ہمارے ملک کے اقتصادی فیصلے آئین کے آرٹیکل ۱۵۶ کے تحت نیشنل اکنامکس کونسل کرتی ہے اور یہ فیصلے پانچ سالہ منصوبوں اور سالانہ منصوبوں کی شکل میں منظور ہوتے ہیں۔ مرکزی منصوبوں کے لئے فراہم کی گئی رقم کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ بلوچستان کی ترقی کے لئے رقوم کی فراہمی کا معیار آبادی ہے لیکن یہ ایک تلخ حقیقت ہے کہ بلوچستان میں خرچ ہونے والی رقم کا تناسب آبادی کی شرح سے بھی کم ہے۔ سڑکیں آبادی پر نہیں بنتیں۔ بجلی کی لائنیں، گیس کی لائن آبادی پر نہیں بلکہ رقبہ پر لگتی ہیں۔ بلوچستان کا ساحل سمندر پورے پاکستان کے ساحلِ سمندر کا تقریباً دو تہائی ہے۔ لیکن سڑک، بجلی اور پانی نہ ہونے کی وجہ سے ابھی تک ملک کے دوسرے حصوں سے بہت پیچھے ہے۔ ہمارے منصوبہ ساز اداروں اور فیصلہ کن شخصیتوں کو یہ تسلیم کرنا پڑے گا کہ بلوچستان کی ترقی پاکستان کی ترقی ہے اور اگر یہاں کے بسنے والے لوگوں کو گلہ ہے تو یہ تسلیم کرنا پڑے گا کہ وہ کافی حد تک جائز ہے۔ ہم یہ جانتے ہیں کہ ہمارا ملک ایک غریب

ملک ہے لیکن ہم یہ چاہتے ہیں کہ غربت کی تقسیم بھی کسی اصول کے تحت ہو۔ اب یہ بات کہ آئین کے آرٹیکل ۳۷ پر کس حد تک عمل ہو رہا ہے۔ یہ دیکھنا بلوچستان کے علاوہ ملک کی ۹۴% فیصد آبادی کا کام ہے۔ کیونکہ بلوچستان کی ۶% آبادی عرصہ دراز سے محسوس کر رہی ہے کہ ملکی وسائل سے انھیں اپنا حق نہیں مل رہا۔

آئین کے آرٹیکل ۱۶۰ کے تحت صوبوں میں وسائل کی تقسیم نیشنل فنانس کمیشن کی سفارشات پر کی جاتی ہے۔ بدقسمتی سے ملک پر خرچ ہونے والی ترقیاتی رقوم، نیشنل فنانس کمیشن کے دائرہ کار میں نہیں آتی اور یہیں سے بلوچستان کا ترقیاتی مسئلہ پیدا ہوتا ہے ترقیاتی رقوم جو کہ اگلے مالی سال میں صوبوں کو فراہم کی گئی رقوم کے علاوہ ۵۵ ارب روپے ہیں ان کو نہ صوبوں میں خرچ کرنے کا اور نہ منصوبوں میں خرچ کرنے کا طریقہ کار متعین ہے کہنے کو تو یہ فیصلہ آئین کے آرٹیکل ۱۵۶ کے تحت قومی اقتصادی کونسل کرتی ہے لیکن حقیقت میں یہ فیصلہ ترجیحات کی کمیٹی میں ہوتا ہے۔ میں وضاحت کے لئے ایک مثال دینا چاہوں گا کہ اگلے مالی سال میں مرکزی ترقیاتی اخراجات کے ۵۵ ارب روپے میں سے ۶۳ ارب ۱۵ کروڑ روپے نان جنری کارپوریشن کے لئے رکھے گئے۔ لیکن قومی اقتصادی کونسل میں یہ نہیں بتایا گیا کہ یہ رقم کن منصوبوں پر خرچ ہوگی اسی طرح ۵۱ ارب ۶۴ کروڑ روپے جنری کارپوریشن کے لئے رکھے گئے لیکن یہ نہیں بتایا گیا کہ ان رقومات کو مختلف منصوبوں کے لئے تقسیم کا فارمولا کیا ہے۔ دوسرے صوبے تو شاید مطمئن ہوں لیکن بلوچستان مطمئن نہیں ہو سکتا کیونکہ اس رقم میں سے بلوچستان کو رقوم کی فراہمی تقریباً نہ ہونے کے برابر ہے۔

حکومت پاکستان، پاکستان پٹرولیم لمیٹڈ کو فروخت کرنا چاہتی ہے پچھلی حکومت نے بھی PPL کو فروخت کرنے میں پیش رفت کی تھی لیکن بلوچستان ہائی کورٹ کے فیصلے کے مطابق عملدرآمد روک دیا گیا تھا اب صوبائی اسمبلی نے اپنے پچھلے اجلاس میں متفقہ طور پر قرارداد منظور کی کہ PPL کو صوبائی حکومت کے سپرد کر دیا جائے۔ چونکہ بلوچستان کا مستقبل PPL سے وابستہ ہے اس لئے ہماری مرکزی حکومت سے درخواست ہے کہ PPL کو فروخت کرنے کے جائے

حکومت بلوچستان کو حصص منتقل کر دیئے جائیں۔

اب میں بلوچستان کے صوبائی ترقیاتی پروگرام کی شعبہ وار تفصیل بتانے کی اجازت چاہتا ہوں

تعلیم

بجٹ کے لئے مختص مالی وسائل کا سب سے زیادہ حصہ تعلیم کے شعبے کے لئے مخصوص کیا گیا ہے ۹۸۔۱۹۹۷ء کے سال شعبے میں مندرجہ ذیل ترقیاتی اقدامات کیئے گئے

(الف) ۹۸۔۱۹۹۷ء کے دوران ۴۰۰ نئے پرائمری سکول قائم کیے گئے۔ ایک استاد کی نگرانی میں کام کرنے والے اسکولوں میں اساتذہ کی تعداد میں اضافہ کے لئے جہاں طلباء کی تعداد بہت زیادہ ہے۔ جے وی اساتذہ کی ۷۰۰ اضافی اسامیاں فراہم کی گئیں۔

(ب) نئے انتظامی اضلاع آواران اور قلعہ سیف اللہ کے لئے دو ڈسٹرکٹ ایجوکیشن آفسز کا قیام عمل میں لایا گیا۔

(ج) ثانوی تعلیم کے شعبے میں ۳۵ پرائمری اسکولوں کا درجہ بڑھا کر انہیں مڈل اسکول بنادیا گیا۔

(د) ۶۲ مڈل سکولوں کو ہائی اسکول کی حیثیت سے ترقی دی گئی۔ اس کے ساتھ ساتھ طلباء کی بھاری تعداد والے اسکولوں کے لئے سائنس ٹیچرز کی ۵۰ نئی آسامیاں فراہم کی گئیں۔ ڈیلس جائے گئے

ایلیمنٹری ایجوکیشن ک لئے ایک الگ ڈائریکٹوریٹ کم پراونشل انسٹی ٹیوٹ آف ٹیچرز ایجوکیشن کا قیام عمل میں لایا گیا تاکہ اساتذہ کی تعلیم وتربیت کو ترقی دی جاسکے۔ ان کے نصاب کو از سر نو مرتب کیا جاسکے اور تربیتی معاونات اور سازو سامان کو بھی بہتر بنایا جاسکے۔

زنانہ ٹیچرز ٹریننگ سکول میں ایک لیبارٹری پرائمری سکول کا قیام بھی عمل میں لایا گیا۔

کالج کی تعلیم کے شعبے میں چھ نئے انٹر کالج لڑکیوں خیل ے اور چھ کالج لڑکوں کے لئے قائم کیے گئے تمپ اور بلیدہ کے گورنمنٹ ہائی سکولوں میں انٹر سائنس کی کلاوں کا اجراء کیا گیا۔ انٹر گرلز کالج لورالائی کا درجہ بڑھا کر اسے ڈگری کالج بنادیا گیا۔

لیکچرارز کی اضافی آسامیاں ۱۴ اور ڈی پی ای اور لیبارٹری اسسٹنٹس کی نئی آسامیاں فراہم کر کے

گرلز کالج ڈیرہ اللہ یار اور کوئٹہ کوراری روڈ اور جناح ٹاؤن کے گرلز کالجوں میں تعلیم کو مستحکم کیا گیا۔

آئندہ مالی سال ۹۹۔۱۹۹۸ء کے دوران کمیونٹی رپی ای کیو ن آئی پی پروگرام کے تحت ۵۰۰ نئے گرلز اسکول قائم کیے جائیں گے۔

۳۶۵ جے وی اساتذہ کی آسامیاں گرلز پرائمری اسکولوں کے لئے اور ۵۵۰ بوائز پرائمری اسکولوں کل ئے بھی ۹۹۔۱۹۹۸ء کے دوران فراہم کی جائیں گی۔

ثانوی تعلیم کے شعبے میں خضدار کے لئے ایک ڈویژنل ڈائریکٹوریٹ آف ایجوکیشن قائم کیا جائے گا جس کے لئے آئندہ مالی سال کے بجٹ میں ضروری سہولتیں اور فنڈز فراہم کئے جائیں گے۔

۲۵ مڈل اسکولوں کو (جن میں لڑکوں کے ۱۲ اور لڑکیوں کے ۱۳ اسکول شامل ہیں) ترقی دے کر ہائی اسکول بنادیا جائے گا۔

پر ہجوم مڈل اور ہائی اسکولوں کے لئے سیکنڈری اسکول ٹیچر کی ۳۰ اضافی آسامیاں فراہم کی جائیں گی۔ ۸ لیکچررز کی آسامیاں فراہم کر کے تربت اور خضدار کے ریزیڈینشل ماڈل اسکولوں کو اور مستحکم کیا جائے گا۔

کالج کی تعلیم کے شعبے مں خاران کے مقام پر انٹر گرلز کالج قائم کیا جائے گا۔ موسیٰ خیل اور خاران کے بوائز انٹر کالجوں کا درجہ بڑھا کر ڈگری کالج بنادیا جائے گا۔ درگ میں کالج کی تعمیر کا کام شروع کیا جائے گا اور سات ھی ایک پرائیویٹ عمارت میں کلاسیں شروع کر دی جائیں گی۔

کامرس انسٹی ٹیوٹ جسے حال ہی میں تعمیر کی جانے والی عمارت میں سٹیلائٹ ٹاؤن منتقل کر دیا گیا ہے اس کا درجہ بڑھا کر اسے کامرس کالج کوئٹہ کا درجہ دے دیا جائے گا۔

صحت

صحت کے شعبے میں صحت کی بنیادی سہولتوں کی فراہمی اور صحت کی دیکھ بھال کے پروگرام کو زیادہ سے زیادہ موثر بنانے کے عمل پر خصوصی توجہ مرکوز رکھی جائے گی۔ احتیاطی ٹیکے لگانے

اور امراض معدہ کے کنٹرول کے پروگرام کو وسعت دی جائے گی۔
۹۸۔ ۱۹۹۷ء میں ۲۲۵ بیپ اکیموں کے لئے ضرورت کے مطابق رقوم فراہم کی جائیں گی۔
۹۸۔ ۱۹۹۷ء کے دوران مندرجہ ذیل اہداف حاصل کیے گئے
حفاظتی ٹیکے لگانے کے پروگرام کے تحت ۳ لاکھ بچوں کو ۵ امراض سے بچاؤ کے ٹیکے لگائے گئے
سیکنڈ فیملی ہیلتھ پروجیکٹ کے تحت گاڑیوں، دواؤں، فرنیچر اور مانع حمل سامان کی فراہمی مکمل کی گئی۔
پاکستان ہیلتھ کیئر ڈویلپمنٹ پروجیکٹ کے تحت تربت میں پبلک ہیلتھ اسکول اور ہیلتھ ٹیکنیشن اسکول کی تعمیر کا ۹۵ فیصد کام مکمل ہو چکا ہے۔ اور الائی اور سبی میں ٹریننگ اسکولز اور پبلک ہیلتھ اسکولز کی تعمیر کا کام بالترتیب ۹۰ فیصد سے ۹۵ فیصد تک مکمل کیا جا چکا ہے۔
اگلے سال ہماری کوشش ہو گی کہ موجودہ مالی سال کے وہ منصوبے جن پر وسائل کی کمی کے باعث پیش رفت نہ ہو سکی انہیں مکمل کیا جائے۔
کوئٹہ میں تعمیر ہونے والا ۱۰۷ بستروں پر مشتمل بچوں کا ہسپتال طبی سہولتوں میں ایک اہم اضافہ ہے امید ہے کہ یہ ہسپتال اگلے سال سے کام شروع کر دے گا۔
دیہی علاقوں میں صحت کی سہولیات کو بہتر بنانے کے لئے ۱۰۰۰ لیڈی ہیلتھ ورکرز کی تربیت کا انتظام کیا جائے گا
ہماری کوشش ہے کہ بولان میڈیکل کالج کو اگلے مالی سال میں اتنا مکمل کر لیا جائے کہ سال کے آخر تک ہسپتال کے کافی حصے زیر استعمال آسکیں۔ بہر حال یہ منصوبہ جو پچھلے پچیس سالوں سے چل رہا ہے انشاء اللہ اگلے مالی سال تک کافی حد تک پایہ تکمیل کو پہنچ سکے گا۔ ہماری کوشش ہے کہ ہسپتال کے لئے آلات اور دوسرے سامان کے لئے اگلے مالی سال میں پیش رفت ہو۔ کوئٹہ کے سول ہسپتال کی بہتری کے لئے خصوصی اقدامات کیے جائیں گے۔ دس سال پہلے ہسپتال میں ڈبل شفٹ شروع کی گئی تاکہ شام کو عوام اس سہولت سے فائدہ اٹھا سکیں۔ شام کو ہسپتال کی شفٹ عملی طور پر ختم کر دی گئی ہے۔ اب صورتحال یہ ہے کہ ہسپتال میں ڈاکٹر ہسپتال میں

داخل مریضوں سے بھی زیادہ ہیں۔ کام نہ ہونے کی وجہ سے ڈاکٹر غیر حاضر رہتے ہیں اور دیہی علاقوں کے ڈاکٹر بھی اس ہسپتال میں لگے ہوئے ہیں۔ اس ک لئے ایک بااختیار کمیٹی تشکیل دی گئی ہے جو کہ فوری طور پر ہسپتال کو بہتر بنانے کے لئے اقدامات کرے گی

زراعت

بلوچستان کی ساٹھ فیصد سے زیادہ آبادی زراعت کے پیشے سے وابستہ ہے اور زرعی پیداوار صوبے کی معیشت میں بنیادی کردار ادا کرتی ہے زرعی شعبوں میں حکومت زمین کی ہمواری کے لئے بلڈوزرز کی فراہمی، کیڑے مار ادویات اور ہر قسم کے بیج اور پودے فراہم کرتی ہے۔ سال ۹۸۔۱۹۹۷ء میں تقریباً ۳۵ ہزار ایکڑ زمین ہموار کرنے کے لئے تقریباً ۲ لاکھ ۳۰ ہزار گھنٹے بلڈوزرز چلائے گئے۔ جاپان اور عالمی بینک کی امداد سے ۶۹ واٹر کورس، ۵۰ آبپاشی کے ٹینک بنائے گئے اور تقریباً ۳۵۰ ایکڑ رقبے پر سلیکورنیہ کاشت کیا گیا اور موجودہ سال کے لئے اس سے وافر مقدار میں بیج حاصل کر لیا گیا ہے۔

صوبائی محکمہ زراعت نے پھلوں اور سبزیوں کی مارکیٹنگ کا پراجیکٹ ایشیائی ترقیاتی بینک کے تعاون سے مکمل کر لیا ہے یہ منصوبہ کوئٹہ میں مغربی بائی پاس پر مکمل کیا گیا ہے۔ بہتر پیداوار ک لئے مکران ڈویژن میں کھجوروں کی نئی اقسام متعارف کرائی گئیں ہیں۔ اگلے مالی سال میں تقریباً سوا تین لاکھ بلڈوزرز گھنٹے چلا کر تقریبا ۵۰ ہزار ایکڑ زمین ہموار کر کے زیر کاشت لائی جائے گی۔ جاپان کی امداد سے ۷۱ واٹر کورس بنائے جائیں گے اور تقریباً ۴۰۰ ایکڑ زمین ہموار کی جائے گی

آبپاشی

بلوچستان میں زراعت کے لئے آبپاشی کو اولین حیثیت حاصل ہے محکمہ آبپاشی و برقیات کے موجودہ اور مجوزہ پروگراموں میں مندرجہ ذیل شامل ہیں

سرکاری شعبے کا ترقیاتی پروگرام ۹۸۔۱۹۹۷ اور مجوزہ پروگرام برائے ۹۹۔۱۹۹۸ء

☆...... ایشیائی ترقیاتی پروگرام کی مالی امداد سے پٹ فیڈر نہر کی بحالی و ترقی کے پروجیکٹ میں

چھوٹی نہروں کی تعمیر

☆.....عالمی بینک کے فراہم کردہ وسائل پر مبنی بلوچستان کمیونٹی اریگیشن اینڈ ایگریکلچر پروجیکٹ

☆.....نیشنل ڈرینج پروگرام

☆.....ایجنسی لرینڈ واٹر مینجمنٹ پروگرام

☆.....ری فار مولیٹڈ ۹۴۔۱۹۹۲ فلڈ ڈیمیج ریسٹوریشن پروجیکٹ

اگلے مالی سال میں واٹر ریسورس ڈویلپمنٹ پروگرام کے تحت کئی ڈیلے ایکشن ڈیموں پر کام شروع ہوگا جس سے زیرزمین پانی کی سطح اوپر آنے میں مدد حاصل ہوگی۔ اگلے سال نیشنل ڈرینج پروگرام کے تحت پٹ فیڈر اور لسبیلہ نہر سے سیراب ہونے والی زمنوں کی ڈرینج پر کام شروع کیا جائے گا۔

امور حیوانات اور ترقی ڈیری

سال ۹۸۔۱۹۹۷ء کے دوران ایشیائی ترقیاتی بینک اور ایجنسی برائے زرعی ترقی کے مالی تعاون سے اہم منصوبوں پر عملدرآمد کیا گیا۔ ان میں سے ایک اہم منصوبہ لائیوسٹاک ڈویلپمنٹ پراجیکٹ کا ہے۔ اس منصوبہ کے مکمل ہونے سے جانوروں کی افزائش، جانوروں کی نسل کی ترقی، دودھ، گوشت اور دیگر حیوانی مصنوعات کی پیداوار بڑھانے میں مدد ملی ہے۔ سال ۹۸۔۱۹۹۷ء میں تقریباً ۵۰ لاکھ بھیڑ بکریوں کو مختلف بیماریوں سے بچاؤ کے ٹیکے لگائے گئے ہیں۔ اس کے علاوہ تقریباً ۳۰ ہزار مصنوعی نسل کی افزائش کے ٹیکے فراہم کیے گئے۔

اگلے مالی سال میں قومی سطح پر ایک منصوبے کے تحت جانوروں کے امراض کا تدارک بذریعہ مربوط ویٹرنری سروس کے نام سے شروع کرنے کا پروگرام ہے اس میں Rinder Breast بیماری کے خلاف سالانہ حفاظتی ٹیکے لگائے جائیں گے تاکہ اس موذی مرض کا خاتمہ ہوسکے۔

بلوچستان کے ساحل سمندر پر ماہی گیری کو ترقی دینے کی اشد ضرورت ہے۔ مرکزی حکومت سے کہا گیا ہے کہ گوادر فش ہاربر کو Operational کیا جائے تاکہ ماہی گیروں کو سہولت مہیا ہوسکے۔ اس کے علاوہ ڈیپ سی پورٹ بنانے کے لئے بھی مرکزی حکومت سے صوبائی حکومت کا مسلسل رابطہ ہے تاکہ اس منصوبے پر کام شروع ہوسکے۔